کلیات طالبؔ آملی

از

جناب مولانا امتیاز علی خاں صاحب عرشی

ناظم کتاب خانۂ عالیہ رامپور

(۱) کتاب خانۂ رام پور میں طالب آملی متوفی ۱۰۳۵ھ کے ۵ مخطوطے محفوظ ہیں۔ ان میں پہلا نسخہ کلیات کا ہے۔ اس میں ۶۱۴ ورق ہیں ہر صفحے میں ۲۱ سطریں ہیں۔ کتاب کا ناپ ۱۰ ۳/۴ × ۷ اور کتابت کا ناپ ۷ ۱/۴ × ۳ ۳/۴ ہے۔ خط بہت معمولی نستعلیق، کاغذ ولائتی، روشنائی سیاہ اور جدولیں شنگرفی ولاجوردی ہیں۔ کتاب کے حاشیے کرم خوردگی کے باعث بدل دیئے گئے ہیں۔ پوری کتاب میں کرم خوردگی کے نشان ہیں، اور جگہ جگہ پیوندکاری بھی کی گئی ہے۔ جلد ابھی چند سال قبل تیار ہوئی ہے، اس لئے کتاب اچھی حالت میں ہے۔ کتاب میں طالب کا کل کلام موجود ہے۔ چنانچہ ورق ا ب سے ۱۰۵ الف تک قصائد ہیں۔ دوسرے تمام کلیات و دواوین کے برخلاف قصائد حروف تہجی پر مرتب ہیں، اور پہلے قصیدے کا مطلع یہ ہے۔

عید بیفروخت چہرہ باغ جہاں را — آب زجوی بہار داد خسراں را

قصائد کی تعداد ۷۷ ہے۔

ورق ۱۰۵ الف کی چھٹی سطر سے ترکیب بند شروع ہوتے ہیں، جن کی تعداد ۹ ہے، اور ورق ۱۲۰ الف کی آخری دوسطروں سے پہلے ختم ہوجاتے ہیں۔

اسی ورق کی آخری سے پہلی سطر سے قطعات کا آغاز اور ورق ۱۳۳ ب کی دوسری سطر پر اختتام ہے۔ قطعات کی تعداد ۳۷ ہے۔

ورق ۱۳۳ ب کی سطر ۳ سے مثنویاں شروع ہوکر ورق ۱۴۴ ا ب کی تیسری سطر پر ختم

ہو جاتی ہیں۔ ان کی تعداد ۲ ہے۔

اسی ورق کی چوتھی سطر سے پھر قطعات شروع ہو کر اسی ورق کی بارہویں سطر پر ختم ہو جاتے ہیں۔ ان کی تعداد ۴ ہے۔ غالباً یہ ترتیب کلیات کے بعد لکھے گئے تھے، اسی لئے قطعات کے تحت جگہ نہ پا سکے۔ یہاں مثنویوں کے آخر میں گنجائش کے سبب سے بے جگہ درج کر دئیے گئے ہیں۔

ورق ۴۵ اب سے ۳۷۰ ب تک اور پھر ۳۷۴ الف پر غزلیات ہیں، اور حسب دستور حروف تہجی پر مرتب ہیں۔ ان کی تعداد ۱۱۱۷ ہے۔

ورق ۳۷۱ الف تا ۳۷۳ ب اور پھر ۳۷۴ ب سے ۴۱۶ ب تک رباعیاں ہیں۔ یہ ۳۷۱ الف سے ۳۷۳ ب تک رباعیوں کے ہونے کی وجہ مجلد کی غلطی ہے ورنہ ان اوراق کو ۳۷۴ کے بعد ہونا چاہئے تھا، اس لئے کہ رباعیاں بھی غزلوں کی طرح حروف تہجی پر مرتب ہیں، اور ۳۷۵ الف پر حرف التا کی رباعیاں ہیں۔ جب کہ ورق ۳۷۳ ب کے آخر میں بھی حرف البا کی رباعیاں ختم ہو کر حرف التا کی دو رباعیاں مندرج نظر آتی ہیں۔

رباعیوں کی کل تعداد ۶۳۱ ہے۔ ایک رباعی ورق ۳۷۴ الف پر آخری غزل سے قبل درج ہو گئی ہے، اس کو جوڑ لیا جائے، تو ان کی تعداد ۶۳۲ ہو جاتی ہے۔

غزلوں کے شمار کرتے وقت میں نے ایک ایک یا دو دو شعروں کو جو جداگانہ لکھے گئے ہیں، پوری غزل فرض کر لیا ہے۔ اسی طرح دو تین رباعیوں کے صرف ایک ایک شعر ہی مندرج ہو پائے، دوسرے شعروں کو از راہ سہو کاتب نے چھوڑ دیا ہے مگر میں نے انھیں بھی پوری رباعی فرض کر لیا ہے۔

ورق ۱ الف پر تین مہریں ہیں، پہلی ہمارے کتب خانے کی ۱۲۶۵ھ کی مہر ہے، یہ عہد نواب محمد سعید خاں بہادر کی یادگار ہے۔ اس کے نیچے تقریباً سوا انچ مربع مہر ہے، جس میں کندہ ہے "شمس الدولہ نجم الملک احمد قلی خاں بہادر صولت جنگ ۱۲۱۳ھ" یا احمد قلی ممکن ہے کہ احمد علی ہو۔ مہر اس مرحلے پر صاف نہیں ہے۔ اس مہر کے نیچے چھوٹی مربع مہر میں منقوش ہے: "جلال الدولہ مہدی علی خاں بہادر

شجاعت جنگ ۱۲۱۳ھ"

کتاب خانہ رام پور کی مہر کے اوپر لکھا ہے "دیدہ شد" نوز دہم ربیع الاول ۱۲۲۷ھ" اور اس کے اوپر ورقوں کا حساب اس طرح درج ہے۔

اعداد اللغت	ورق
نوشتہ بجدول	سفید
شنگرف ونیلی	
اعداد ورق	ورق

اب صرف ۲۱۶ ورق باقی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سادہ ورق نئی تجلید کے وقت نکال دیے گئے ہیں۔

اس تحریر کے اوپر ترچھی شکل میں کسی نے اپنا نام لکھا تھا۔ اس کا صرف یہ حصہ باقی ہے۔ نام بری طرح چھیل ڈالا گیا۔

"من متملکات الراجی مغفرت

الغفار نوازش

ممکن ہے کہ یہ نام نوازش خاں" ہو

کتاب کے آخری صفحے پر لکھا ہے جزو ۔ اور نیچے ان فارسی محاوروں کی تشریح درج ہے

(۱) طماغہ ۔ کلاہ باشہ وباز

(۲) طاس چل کلید وطاس دعا نیز می نامند۔ طاسی در ولایت درست با چل کلید می کنند وبجائے کلید اسم اعظم کندہ می گذارند وقت مشکل آب برآں ریزند، آسان می شود۔

(۳) طوق، حصہ دہم کہ برائے می گذارند

(۴) طاوس دار ورزشی است کہ سر را بزمین گذاشتہ پا بدیوار می نہند۔

(۵) طاوس خیز، ورزشی است کہ پہلوانان ہر دو پائی پس وپیش چسپاندہ جست وخیز می کنند

(۶) کلامتہ فنی است در کشتی کہ دست ہائی حریف را گرد آوردہ بند کنند

(۷) گرد نگاہ مقاطی است در صفاہان کہ آں مامن حرامیان است۔

(۸) گوش خوابانیدن مرکب بمعنی جلد شدن۔

(۹) گوش خوابانیدن، سخن نشنیدن و نیز متوجہ نشدن بکاری۔

(۱۰) گنبد کردن، بمعنی تازہ کون دادن۔

(۱۱) گردش دکان، گرمی و رونق بازار

(۱۲) گوسفند انداز، فنی است کہ حریف را بر زمین می غلطانید۔

(۱۳) گاؤ دار، فنی است کنایہ از برداشتن حریف بدو دست و گرد سر گردانیدہ بر زمین کوفتن۔

(۱۴) موش دندان، پارچہ کہ خط سیاہ سفید دارد از اقسام الحہ؟

(۱۵) مدار بمعنی معانیات؟

(۱۶) ماہی دست پیچ قسمی است از ماہی

(۱۷) محراب شکر پورہ دستہ قندلیست

(۱۸) مریخ زحل خور کنایہ از آتش دانکشت دان بود

(۱۹) میم کاتب، کور چشم

(۲۰) مو بر بستن، مستعد شدن

(۲۱) نان برشتہ طلبیدن، بخل و خست ورزیدن

(۲۲) نوا خوانی کردن، نوار اخواندن۔ از طنز و تمسخر

اگرچہ یہاں غیر موزوں سا ہے، پھر بھی جی چاہتا ہے کہ ان محاورات کو کم از کم بہار عجم میں دیکھتے چلیں۔

(۱) اس کے متعلق حرف التاء میں لکھا ہے "بعنم و عین کلاہ شاہین و باز و امثال آں"۔

(۲) اس کے بارے میں لکھا ہے۔" طاس چہل کلید و چل کلید، طاسی بود کہ بر یک دستہ کلیدہای آہنی ادعیہ نقش کنند و بر آں طاس نیز ادعیہ نقش کنند و برای حصول مرادات ادعیہا

خواندہ آب در طاس انداختہ بر سر خود ریزند۔ و بعضی دیگر گویند، نوعی است خاص از طاس کہ بر شکلی و وضعی معین سازند۔"

(۳) اس لفظ کو میں درست نہیں پڑھ سکا ہوں، اس لئے بہار میں تلاش کرنے کے باوجود ناکام رہا۔

(۴) اس کے متعلق لکھا ہے، طاؤس دار رفتن، نوعی از ورزش کشتی گیران کہ واژگونہ شدہ خود را مثل طاؤس رقصاں نمایند و آں را در عرف ہند مور چال خوانند۔

(۵) (۹) (۱۱) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۲۱) بہار میں نہ مل سکے۔ دوسرے لغات میں دیکھے جائیں۔

(۶) اس کے بارے میں حرف الکاف میں لکھا ہے "کلات بالفتح ــــــ نام فنی از کشتی و تحقیق آں در بحث پا بکلات کردن گذشت" حرف الباء الفارسی میں (جلد ا صنـ۲۷) لکھا ہے "فنی است از کشتی کہ حریف را از کمر گرفتہ چناں بردارند کہ پایش بلند شود"

(۷) اس کی تشریح یوں کی ہے "لبعضی گویند نام جائی از ایران در راہِ کعبۂ معظمہ۔ و بعضی گویند، راہی کہ بر بلندی کوہ واقع شود و آں را گردنہ ہم خوانند۔ و ایں اقوی است"

(۸) یہ محاورہ بہار میں موجود ہے۔ اور مرزا صائب کا یہ شعر بھی تمثیل میں پیش کیا ہے۔

سجا موشی ز مکرِ دشمنِ بدرگ مشو ایمن   چو توسن گوش خوابانیدکہ، درقفا دارد

مگر اس محاورے کے معنی نہیں بتائے ہیں۔

ہمارے کتاب خانے میں بہار عجم کا وہ نسخہ (ناقص الاول والآخر) موجود ہے، جس پر خان آرزو متوفی ۱۱۶۹ھ نے بہار کے لئے ہدایات لکھی تھیں۔ یہ نسخہ بڑا نادر اور قیمتی ہے۔ اس میں گوش خوابانیدن اور اس کی مثال کے درمیان میں بیاض ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اس جگہ سوچ سچار کے بعد کچھ لکھنے والا تھا مگر قبل تکمیل مر گیا۔

(۱۰) اس کے بارے میں لکھا ہے "در مرد گران آمد" میں اس تشریح کے الفاظ کی تہہ تک

نہ پہنچ سکا۔ غالباً ان کا مطلب بھی وہی ہوگا جو اوپر نمبر (۱۰) کا لکھا جا چکا ہے۔

(۱۲) اس کی تشریح اس طرح لکھی ہے "فنی از کشتی کہ چوں حریف را بجنگ بزمین فروزند یک دست پس گردنش و دست دیگر میان ہر دو شاخش بند کردہ از جا بردارند و باز بزمینش می زنند"

(۱۳) گاذرواری کے متعلق لکھا ہے کہ "نام فنی از کشتی"

(۱۴) اس کے بارے میں لکھا ہے "سنجاف یا قیطونی کہ فاصلہ میان خطهایش پیدا باشد و آں را در عرف ہند لہریا گویند"

(۱۹) اس کے بارے میں لکھا ہے "کنایہ از نابینا و کور"

(۲۰) اس کے متعلق تحریر ہے کہ "کنایہ از آمادہ و مہیا شدن برائے رفتن"

(۲۲) اس کے متعلق لکھا ہے کہ "چوں کسے از راہ تحقیر در حرف زدن تقلید کسی می کند، می گویند: نوای ادمی آرد و با و نوا می خواند یعنی طعن و طنز و استہزا می کند"

بات کہاں سے کہاں جا پڑی۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس نسخے کے ورق ۱۰ اب، ۱۵ الف، ۷۰ الف، ۹۱ الف و ب، ۹۲ ب، ۹۳ الف و ب، ۹۴ الف و ب کے حاشیوں پر مصحح نے ان اشعار کا اضافہ کیا ہے۔ جو کاتب نے از راہ سہو چھوڑ دیئے تھے۔ ان میں ایک پورا قصیدہ حرف الواو کا شامل ہے، جو مصحح نے اپنے قلم سے حاشیہ پر لکھا ہے۔

مصحح پختہ خط کا مالک ہے۔ اس نے متن میں مکرر الفاظ اور اشعار پر خطِ نسخ بھی کھینچا ہے، اور حسب ذیل اشعار میں الفاظ کا رد و بدل بھی کیا ہے۔

(۱) ورق ۲۲ ب

از باد گرم حملۂ او در سپاہ خصم جوہر ز تیغ و گوہر از افسر فرو چکد

مصحح نے از باد گرم کو قلم زد کر کے اس کے اوپر لکھا ہے: "سیماب ساں ز حملۂ او"

غالباً کاتب نے اوپر کے شعر کے الفاظ "از باد گرز" کو قدرے تغیر کے ساتھ دہرا دیا تھا۔

(۲) ورق ۲۵ ب:

صبح دولت اعتماد الدولہ کز ردی خرد　　روی بتواں دید در پیشانیش آئینہ وار

اس شعر کے پہلے مصرع میں "ردی خرد" کو نورِ خرد" میں تبدیل کیا ہے، جو غالباً اگلے مصرع کے "ردی" سے پیدا ہو گیا تھا۔

(۳) ورق ۲۶ ب

آری آری، دولتی داری چناں ثابت قدم

اس مصرع کے لفظ "داری" کو کاٹ کر "باشد" بنا دیا ہے۔

(۴) ورق ۲۸ ب

در کفش اگر بپائے گل پائے بنفشری　　آں برگ یاسمیں کشد البتہ زخم خار

دوسرے مصرع کے "البتہ کی جگہ "آسیب" بنایا ہے۔

(۵) ورق ۳۵ الف

صبح دولت اعتماد الدولہ کز فرتاب عقل　　میزند سرپنجہ با آئینۂ بدر منیر

پہلے مصرع کے "عقل" کو "طبع" بنایا ہے۔

(۶) ۳۸ ب

ہمتِ دریا کشان جرعہ نیاز چشم　　ہاں، قدح لطف یار دایم سرشار باش

دوسرے مصرع کے "لطف" کو کاٹ کر "یار" کے بعد "را" بڑھا دیا ہے۔

(۷) ۴۳ ب

خورشید نگارخانۂ اوست　　با طرۂ صبح بوی شب رنگ

اس کے پہلے مصرع کو بنایا ہے "خوار است نگار خانۂ او"

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کاتب کی غلطیوں کی اصلاح مصحح نے بڑی توجہ سے کی ہے پھر بھی کچھ نہ کچھ چھوٹی موٹی خطی غلطیاں باقی رہ گئی ہیں۔

آخر میں یہ عرض کر دوں کہ بحیثیت مجموعی نسخہ اچھا اور غالباً بارہویں صدی کا لکھا ہوا ہے

۱۲۷

(۲)

دوسرا نسخہ بھی کلیات کا ہے۔ مگر بہت ناقص ہے۔ اس میں ۱۴۰ ورق ہیں، اور ہر صفحے میں ۱۴ سطریں ہیں۔ کاغذ ولایتی، روشنائی سیاہ، اور خط قدرے اچھا نستعلیق ہے۔ جدولیں لاجوردی، شنگرفی، سیاہ اور زرد ہیں۔ پورا نسخہ کرم خوردہ اور پیوندکار ہے، کتاب کا ناپ ۷ × ۵ ۱/۲ اور کتابت کا ناپ ۶ × ۳ ۱/۲ ہے پوری کتاب کا پشتہ نئی تجلید کے وقت بدل دیا گیا ہے۔

سرورق پر نواب کلب علی خاں بہادر والی رام پور کے قلم کی ۲۰ محرم ۱۲۷۳ھ کی تحریر ملکیت ثبت ہے۔ ورق اب سے غزلیں شروع ہوتی ہیں، لیکن پہلے ہی ورق کے بعد ایک یا ۲ ورق کم ہیں ورق ۸ کے بعد غزلیں اچانک ختم ہو جاتی ہیں، حالانکہ ابھی ردیف التا چل رہی ہے، اور اگلے صفحے پر ایک قصیدہ درمیان سے جاری نظر آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درمیان کے بہت سے ورق ضائع ہو گئے ہیں۔

ورق ۱۹ الف سے قصائد شروع ہو کر ورق ۱۰۲ الف کی چھٹی سطر پر ختم ہو جاتے ہیں اس نسخے میں قصائد کی ترتیب حروف تہجی پر نہیں ہے۔ ورق ۲۰ ب اور ۹۰ ب کے بعد کچھ اوراق کم ہیں، جس کے باعث کچھ قصیدے ناقص الآخر رہ گئے ہیں۔

ورق ۱۰۲ الف کی ساتویں سطر سے قطعات شروع ہوئے ہیں، اور ورق ۱۱۹ اب پر ختم ہو گئے ہیں ورق ۱۱۹ ب کی گیارہویں سطر سے ترکیب بند شروع ہو کر ورق ۱۳۴ الف پر ختم ہوتے ہیں ورق ۱۳۴ ب سے مثنوی شروع ہو کر آخر تک چلی گئی ہے۔ اس نسخے میں بھی کتابت کی غلطیاں نظر آتی ہیں۔

(۳)

تیسرے نسخے میں صرف قصائد ہیں۔ اس میں ۷۵ ورق ہیں، ہر صفحے میں ۱۹ سطریں ہیں کاغذ معمولی دیسی، روشنائی سیاہ اور پوری کتاب بے جدول کی ہے۔ کرم خوردگی اور پیوندکاری بھی موجود ہے، پشتہ نیا ہے۔

ورق ۱ الف پر دو پرانی مہریں اور ایک تحریر ہے۔ مگر یہ سب پڑھنے میں نہیں آتیں ایک مہر

کا سنہ ۱۰۵۴ پڑھا جاتا ہے اور نواب کلب علی خاں بہادر والیٔ رام پور کی تحریر مورخہ ۱۲۸۷ھ بھی پڑھنے میں آتی ہے۔

اس نسخے میں ۶۴ قصیدے ہیں جن میں کتابت کی غلطیاں بہت نظر آتی ہیں چنانچہ قصیدے ۷ اور ۸ کے درمیان کے کچھ اشعار رہ گئے ہیں، اور کاتب نے دونوں قصیدوں کو اس طرح ملا کر لکھ دیا ہے جیسے کہ یہ دونوں ایک ہوں۔ ورق ۵۶ ب کے بعد کچھ ورق ضائع بھی ہو چکے ہیں۔

(۴)

یہ نسخہ غزلیات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۹۷ ورق ہیں، ہر صفحے میں ۱۷ سطریں ہیں۔ کتابت سیاہ اور بے جدول ہے۔ تخلص اور لفظ "دل" شنگرف سے لکھا ہے۔ خط شکستہ آمیز نستعلیق ہے کاغذ دیسی ہے پشتہ نیا ڈالا گیا ہے۔

کتاب کا ناپ تقریباً $8 \times 5\frac{1}{4}$، اور کتابت کا ناپ $5\frac{1}{2} \times 3$ ہے۔ کتاب میں کرمخوردگی، پیوندکاری اور آب رسیدگی نظر آتی ہے جلد نئی ہے۔

(۵)

اس نسخے میں علاوہ قصائد کے اور اصنافِ کلام موجود ہیں۔ اس کے اوراق کی تعداد ۴۷ ہے سطریں فی صفحہ ۱۴، روشنائی سیاہ، خط نستعلیق معمولی اور کاغذ دیسی ہے، کچھ غزلوں کے آغاز میں منہ نور قبرہ یا منہ نور قلبہ یا منہ شرح صدرہ شنگرفی سے لکھا گیا ہے۔ مگر جلد ہی اس رسم خیر کو چھوڑ دیا ہے، کتاب کے آخری اوراق زیادہ کرمخوردہ اور پیوندکار ہیں۔

نسخے کا آغاز مثنوی سے ہوتا ہے، جو ا ب سے ۷ ب تک پائی جاتی ہے مجلد نے اس کا آخری ورق نسخے کے آخر میں چسپاں کر دیا ہے۔ جس سے بظاہر مثنوی نامکمل معلوم ہوتی ہے۔

ورق ۸ الف سے غزلیں شروع ہوتی ہیں، اور ۴۸ الف پر ختم ہو جاتی ہیں چونکہ ۸ الف پر ردیف التاء کی غزل درمیان سے شروع ہو گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غزلیات کی ردیف الف و ب کی پوری غزلیں اور ردیف التاء کی کچھ غزلیں اوراق کے ساتھ ضائع ہو گئی ہیں۔

ورق ۴۸ ب سے ترکیب بند شروع اور ورق ۷۵ الف پر ختم ہوتے ہیں۔
ورق ۵۸ ب سے رباعیاں شروع ہوتی ہیں، اور ۷۳ ب پر اچانک ختم ہو جاتی ہیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کچھ اوراق آخر کے بھی کم ہیں۔
کتابت کی غلطیاں اس نسخے میں بھی ہیں۔

تفسیر مظہری (عربی)

کلامِ الٰہی کی بہترین تفسیر

علماء، طلباء اور عربی مدرسوں کے لئے شاندار تحفہ

مختلف خصوصیتوں کے لحاظ سے تفسیر مظہری تفسیر کی تمام کتابوں میں بہترین سمجھی گئی ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے اپنی مثال نہیں رکھتی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس عظیم الشان تفسیر کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ امام وقت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالاتِ علمی کا یہ عجیب و غریب نمونہ ہے۔

اس بے مثال کتاب کا پورے ملک میں ایک نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا۔ شکر ہے کہ برسوں کی جد و جہد کے بعد آج ہم اس لائق ہیں کہ اس متبرک کتاب کے شائع ہونے کا اعلان کر سکیں۔ تقریباً تمام جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ صرف آخری جلد جس میں دو پاروں کی تفسیر ہے زیر طبع ہے۔

ہدیہ غیر مجلد: جلد اول سات روپے۔ جلد ثانی سات روپے۔ جلد ثالث آٹھ روپے جلد رابع پانچ روپے جلد خامس سات روپے جلد سادس آٹھ روپے جلد سابع آٹھ روپے جلد ثامن آٹھ روپے جلد تاسع پانچ روپے جلد عاشر زیر طبع ہے یہ کل ۹ جلد تریسٹھ روپے۔ رعایتی ساٹھ روپے۔

منیجر مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی